دیا شنکر نسیم — تاجُ الملوک روح افزا کو دیو سے چھڑاتا ہے 233

رُباعی 239

میر تقی میر
1. ملیے اُس شخص سے جو آدم ہووے 241
2. ہر صُبح غموں میں شام کی ہے ہم نے

مرزا اسداللہ خاں غالب
1. مُشکل ہے زبس کلام میرا اے دل 241
2. سامانِ خور و خواب کہاں سے لاؤں

میر ببر علی انیس
1. دُنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی 243
2. مرمر کے مسافر نے بسایا ہے تجھے

خواجہ الطاف حسین حالی
1. ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا 244
2. بُلبُل کی چمن میں ہم زبانی چھوڑی

فضلِ علی فضلی

فضلی کا وطن دلی تھا، لیکن ان کے بارے میں ہمیں بہت کم معلوم ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ وہ 1750 میں زندہ تھے اور 1710 کے آس پاس پیدا ہوئے ہوں گے۔ ایران کے ایک مشہور عالِم ملا حسین واعظ کاشفی کی ایک کتاب ”روضۃُ الشّہدا“ کو انھوں نے اردو میں لکھا اور اس کا نام ”کربل کتھا“ رکھا۔ اس کو ”دوازدہ مجلس“ بھی کہتے ہیں، کیوں کہ اس کے بارہ حصّے ہیں جو محرّم کے مہینے میں بارہ دن پڑھے جاتے ہیں۔

”کربل کتھا“ اردو نثر کا اچھا نمونہ تو ہے ہی، لیکن اس کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ اب تک کی تحقیق کے مطابق یہ شمالی ہند میں اردو کی پہلی نثری کتاب ہے۔ دکن میں کوئی دو سو برس پہلے سے اردو نثر موجود تھی۔ اس طرح یہ قدیم اردو نثر اور جدید اردو نثر (جو 1800 کے آس پاس شروع ہوئی) کے درمیان ایک اہم کڑی ہے۔

فضلی کی زبان دکنی سے بہت ملتی جلتی ہے۔ لیکن اس کا مجموعی مزاج قدیم کے بجائے جدید ہے۔ ایک اعتبار سے فضلی اُس زمانے کی فارسی تحریروں سے متاثر ہیں، وہ جگہ جگہ فارسی اردو اشعار اور عربی عبارتیں استعمال کرتے ہیں۔

لیکن اُن کا عام رجحان سادگی کی طرف ہے۔ وہ قافیہ استعمال تو کرتے ہیں، لیکن اس کی کثرت نہیں کرتے، عبارت کو خاص طور پر رنگین یا پیچیدہ نہیں بناتے۔ ان کا عام اسلوب ایک پڑھے لکھے شخص کی عالمانہ گفتگو کا اسلوب ہے۔

"کربل کتھا" کے اِس اقتباس میں فضلی اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں جس میں انھیں بشارت ملی اور اس کتاب کو لکھنے کا خیال آیا۔

حضرت امام حُسین کی بشارت

(زمانہ تحریر: 1732)

میں اسی رات واقعہ میں دیکھتا ہوں کہ گویا ایک طرف بمعہ اخوانِ ذی شان و دوستان بہتر از جان سیر کو جاتا۔ مابین راہ کے ایک شخص اجنبی نے کہاکہ اوّل روضۂ مقدّسۂ حضرت حَسنَین علیہما السّلام کی زیارت کو جا۔ میں بہ خواہشِ اتم اور بہ خوشی اکم اس روضۂ منوّرہ میں گیا۔ دیکھتا ہوں کہ عمارت باہدایت اس مکانِ لطیف کی بعینہٖ مانند عمارتِ حضرت قدم شریف ہے۔ اور متّصل دیوار کے دو قبریں نہایت ملی ہوئی باہم، چوں 'قافیہ و رُدیف' ہے۔ ایک بالشت بھر سرھانے کی طرف سبز ہے اور ایک اسی دستور سُرخ۔ میں نے بہ ادبِ تمام اور بصدقِ تام فاتحہ پڑھ، سرھانے طرف بیٹھ مناقب شروع کیا۔ جوں مجھے وہ معراجِ بلند حاصل ہوا وو نہیں میری فلک چشماں سے رونا نازل ہوا۔ یکایک ان مرقدوں سے دو دستہ نرگس کے نہایت تر و تازہ نکلے۔ لیکن میں مناقب وو نہیں پڑھتا اور روتا رہا کہ دو دستہ اور نکلے۔ تب میں نے یہ دعا مانگی کہ یا اِمامَین علیہما السّلام ایک دستہ اور عنایت ہووے کہ میرا صدقِ دل مجھ پر ثابت ہووے کیونکہ میں پنجتن کا خادم ہوں۔ معًا مانگنے اس دُعا کے ایک دستہ اور تر و تازہ نکلا۔ حاصلُ الامر میں تا شام اسی درگاہِ

مُلک بارگاہ میں رہا اور دل سوں کہا: اے فضلی تو ایسی جناب مستطاب اور ملجاء و مآبِ عالم و عالمیان سے کہاں جاتا ہے اور پھر اپنے تئیں چاہِ دنیا میں پھنساتا ہے؟ یہیں رہ اور مت جا۔ اس قصد کو مُصمّم کر وہیں رہا۔ یکایک بعنایتِ ایزدی و ہدایتِ صمدی ایک جوان ریش و بروت آغاز ان ہی قبروں سے نکلا۔ ایک عبا کہ رنگ اس کا مجھے یاد نہیں، اوڑھے ہوئے دونوں قبروں پر سوار۔ مجھے خبر نہ تھی کہ وہاں کے خادموں نے کہا: اے فضلی دوڑو کہ حضرت امام حُسین علیہ السّلام بیٹھے ہیں۔ میں یہ سنتے ہی بشادیِ تمام، دست و پا گُم کر دوڑا، دیکھا اس جمالِ جہاں آرا کو کہ مانندِ مہرِ منوّر اور ماہِ انور کے برجِ روضۂ مقدّسہ کو روشن کیے ہوئے بیٹھے روتے ہیں، اور گوہرِ غلطانِ اشکِ صدفِ رخسارِ آبدار پر بہتے ہیں۔ میں دیکھتے ہی اس جمالِ باکمال کو تصدّق ہو، قدموں پر گر کر یہ التماس کیا کہ یا حضرت! حق تعالیٰ نے میری یہ مُراد دی، جو پیشانی ان قدمانِ مبارک پر ملی۔ لیکن باعث رونے کا کیا اور مجھ سے نہ بولنے کا کیا؟ یہ کہتا تھا اور تصدّق ہو آنکھیں اپنی مبارک تلوؤں میں مَلتا تھا۔ کہ یک مرتبہ ایک شخص میرے ہی ساتھ کا آ کہا، بھائی اور آشنا تمھارے سب سوار ہو گئے اور تم اب لگ یہیں بیٹھے رہے بلکہ تمھاری سواری کا گھوڑا بھی گیا۔ جوں میں نے سنا کہ گھوڑا گیا، خوش ہو، اُسے جواب دیا کہ بُھلا ہوا گیا۔ لیکن میں تو یہاں سے نہ گیا ہوں، نہ جاؤں گا۔ غلامی اس جناب کی قبول کی، یہیں کماؤں گا۔ تب آپ زبانِ اعجازِ بیان سے فرمائے: اب تو توں جا پھر آئیو۔ میں نے بہانہ کیا کہ یا حضرت! اب تو سواری میری کا گھوڑا بھی گیا اور میں تو یہ قدم چھوڑ نہ جاؤں گا۔ پھر زبانِ مبارک سے ارشاد کیا کہ باہر ایک پالکی سبز دھری ہے، اس پر سوار ہو کر جا۔ پھر عدولِ حکم نہ کر سکا اور عرض کیا کہ یا حضرت اگر پھر آؤں تو تحفہ شہر سے واسطے نیاز کے

کیا لاؤں؟ حکم ہوا کہ ایک روپے اور ایک کپڑا جھالردار اور ایک کوپی تیل کی اور ایک پوڑی مسّی کی۔ تصدّق ہو آدابِ رخصت بجا لا باہر گیا اور اسی پالکی پر سوار ہو چلا۔ وونہیں آنکھ میری کھل گئی۔

معنی اور اشارے

واقعہ = خواب، خاص کر وہ خواب جو جاگتی سوتی حالت کے بیچ میں دکھائی دے۔

اخوانِ ذی شان = شان اور عزّت والے بھائی۔ "اخوان" جمع ہے، اس کا واحد "اخ" ہے۔ اردو میں "اخ" نہیں بولتے، لیکن کبھی کبھی پکارنے کے لیے "اخی" (میرا بھائی) بولتے ہیں۔

اتم = مکمّل، بہت ہی زیادہ۔

اکم = بلند، زیادہ۔

عمارتِ باہدایت = وہ عمارت جس میں، یا جس کے ذریعے لوگوں کو نیکی کی تعلیم حاصل ہوتی ہو۔

نظیف = پاک صاف۔

قدم شریف = دلّی میں ایک زیارت گاہ، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں پیغمبرِ اسلام حضرت محمدؐ کے پاؤں کا نشان ہے۔

صدقِ تام = پوری سچائی۔

مناقب	=	وہ دعائیں یا شعر یا باتیں جو پاک بزرگوں کی تعریف میں ہوں۔ "مناقب" جمع ہے۔ اس کا واحد "منقبت" ہے۔
میری فلک چشماں سے رونا نازل ہوا	=	آنکھیں جو آسمان کی طرح تھیں ان سے آنسو برسنے لگے۔
مَلک	=	فرشتہ۔ اس کی جمع "مَلائِک" ہے۔
سوں	=	سے
جناب	=	دربار، درگاہ
مُستطاب	=	پاک، پسندیدہ
مَلجا	=	پناہ کی جگہ، گھر
مآب	=	گھر، جگہ، ایسی جگہ جہاں لوگ واپس آئیں۔ ٹھکانا
بشادیِ تمام	=	پوری خوشی کے ساتھ۔
دست و پا گُم کر دوڑا	=	بالکل بے سدھ ہو کر دوڑا۔
کمانا	=	مراد حاصل کرنا۔
توں	=	تُو
کوپی	=	کُپّی
پوڑی	=	پُڑیا

غور کرنے کی بات

ہم نے آپ کی آسانی کے لیے زیادہ تر پُرانے اِملے بدل دیے ہیں لیکن

کوئی لفظ نہیں بدلا ہے۔ دیکھیے ڈھائی سو برس گزرنے کے باوجود عبارت کس قدر رواں ہے اور کس قدر کم الفاظ میں واقعے کو بیان کیا ہے۔ جگہ جگہ قافیے کی پابندی ہے لیکن کوئی لفظ فالتو نہیں اور عبارت میں کہیں جھٹکا نہیں۔ مصنّف کے دل کا خلوص اور اس کے اعتقاد کی سچائی اور مزاج کی سادگی کتنی خوب صورتی سے جھلک رہی ہے۔

مندرجہ ذیل فقروں پر غور کیجیے:

سیر کو جانا۔ ایک شخص اجنبی۔ سرھانے طرف بیٹھ۔ گُم کر دوڑا۔ باعث رونے کا کیا، اور مجھ سے نہ بولنے کا کیا؟ ایک شخص میرے ہی ساتھ کا آ کہا۔ تب آپ زبانِ اعجاز سے فرمائے۔

سوچیے کہ اگر اس تحریر کو آپ لکھ رہے ہوتے تو ان فقروں کو کس طرح لکھتے؟ اس طرح کے جتنے فقرے آپ کو اس سبق میں نظر آئیں ان کو اپنی کاپی میں لکھیے۔

مشق اور مطالعہ

(1) فضلی کو "کربل کتھا" لکھنے کا خیال کیوں کر آیا؟

(2) فضلی کے خواب کو دس جملوں میں بیان کیجیے۔